سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 9

النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء
۱۳۲۰ھ

بعض ناموں کے احکام کے بارے میں اُجالا اور روشنی

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء ۱۳۲۰ھ

(بعض ناموں کے احکام کے بارے میں اُجالا اور روشنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۲۷۸: مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۶ جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ

علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ چہ مے فرمایند کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ، غفورالدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوٰی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیا ہے؟ بیّنوا توجروا۔ شوکت علی فاروقی عفی عنہ

الجواب:

محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درودیں، یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں، افضل صلوات اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ۔ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورت ادعاء ضرور ہے اور وہ بھی

یقیناً حرام ومحظور ہے۔

اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے، نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے، احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادیئے۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح[1]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔

سنن ابی داؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرمادیئے، قال ترکت اسانیدھا للاختصار[2] (امام ابوداؤد نے فرمایا میں نے اختصار کے لئے ان کی سندیں چھوڑیں۔ت)

اصرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا رواہ عن اسامۃ[3] بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے اسامہ بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسے روایت کیا۔ت) عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا رواہ مسلم[4] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (اسے مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت) برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا:

لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم۔ رواہ مسلم[5] عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکوکار کون ہے۔ (اسے مسلم نے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

برہ کے معنی تھے زن نیکوکار، اسے خودستائی بتا کر تبدیل فرمایا۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی تغییر الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱

[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱

[4] صحیح مسلم کتاب الادب باب تغییر الاسم القبیح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

[5] صحیح مسلم کتاب الادب باب تغییر الاسم القبیح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱

اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم:

انکم تدعون یوم القیمة باسمائکم واسماء اٰباءکم فاحسنوا اسمائکم۔رواہ احمد[6] وابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند جیّد۔	بے شک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤگے تو اپنے اچھے نام رکھو۔(اسے احمد اور ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند جید روایت کیا۔ت)

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں توفلاں نام اچھافلاں برا ہونے کے کیا معنی،اور تبدیل کی کیاوجہ،اور خود ستائی کہاں، مسمّٰی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔معہذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھئے کیا اپنی اولادکانام شیطان ملعون،رافضی خبیث، خوک (سور)وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ہر گزنہیں توقطعًا معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس منہ سے اپنے آپ اوراپنی اولاد کو نبی کہتے اور کہلواتے ہیں،کیا کوئی مسلمان اپنایا اپنے بیٹے کارسول اللہ یاخاتم النبیین یاسیدالمرسلین نام رکھنا روارکھے گا؟ حاشا وکلا،پھر محمد نبی،احمد نبی،نبی احمد کیونکر رواہوگیا،یہاں تک کہ بعض خدا ناترسوں کانام نبی اللہ سنا ہے،ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم،کیا رسالت وختم نبوت کااِدعاحرام ہےاور نری نبوت کاحلال،مسلمانوں کولازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کردیں۔

ہیچ پسند وخرد جان فروز تاج شہی بر سرک کفش دوز

(عقل،جان کوروشن ومنور کرنے والی اس بات کوکب گوارا کرتی ہے کہ شاہی تاج ایک معمولی کفش دوز(موچی)کے سرپر سجایا جائے۔ت)

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل ذلیل تخییل والے شدہ شدہ اللہ عزوجل یااِلٰہ العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں والعیاذباللہ رب العالمین (اللہ تعالٰی کی پناہ جو تمام جہانوں کاپروردگار ہے۔ت)اور نہ بھی رکھیں تو اس نام رکھنے کاجوازتوانہیں خواہی نخواہی ماننا ہوگا،جو تقریر محمد نبی کے جواز میں گھڑیں گے بعینہٖ وہی اللہ عزوجل نام رکھنے کے جواز میں جاری ہوگی،اصلی معنی وہاں مراد نہیں تو یہاں بھی نہیں وہ بے لحاظ معنی تبرکا کیوں نہ جائز ہوگا آخر نام الٰہی میں نام نبی سے زیادہ ہی برکت ہے ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بجز اللہ تعالٰی بلند

[6] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰،مسند احمد بن حنبل عن ابی الدرداء المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۱۹۴

مرتبہ بزرگ شان کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ت) یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے اگرجان ایک کلمہ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیاہوا جانیں جیساکہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر ادعائے نبوت ہو اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی، تو یہ تزکیہ خودستائی میں برہ سے ہزار درجے زائد ہو، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر پسند ہوسکتا ہے یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں ایک "ہ" بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھاخاصہ جائز نام پائیے گا۔ محمد نبیہ، احمد نبیہ، نبیہ احمد، نبیہ جان کہا اور لکھا کیجئے۔ نبیہ بمعنی بیدار ہوشیار ہے۔ یونہی یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ اس مائے الٰہیہ و اسمائے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، کیاعجب کہ ان کے وہ معنی وں جو غیرخدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں تو ان سے احتراز لازم، جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک وضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابوبکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

روی اشھب عن مالك لایتسمی احد بیٰسن لانه اسم الله وھوکلام بدیع وذلك ان العبد یجوزله ان یسمی باسم الرب اذاکان فیه معنی منه کعالم وقادر وانما منع مالك من التسمیة بھٰذا الاسم لانه الاسماء التی لایدری مامعناھا فربما کان ذٰلك معنی یتفرد به الرب تعالٰی فلاینبغی ان یقدم علیه من لایعرف لمافیه من الخطر فاقتضی النظر المنع منه[7]۔	اشہب نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص بھی یٰس نام نہ رکھے کہ یہ اللہ تعالٰی کانام ہے اور یہ نادر کلام ہے، یہ اس لئے کہ بندے کے لئے جائز ہے کہ رب کے نام پر اپنا نام رکھے جبکہ اس میں وہ معنی پایاجائے جیسے عالم، قادر وغیرہ، اور امام مالک نے یہ نام رکھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ یہ ان اسماء سے ہے جن کے معنی معلوم نہیں، ہوسکتا ہے اس کا وہ معنی ہو جو رب تعالٰی کے لئے خاص اور منفرد ہو، لہٰذا مناسب نہیں کہ یہ نام رکھاجائے جبکہ اس کے ممنوع معنٰی معلوم ہی نہ ہوں پس نظر اور احتیاط کاتقاضا یہی کہ نام رکھنے سے منع کیاجائے۔(ت)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں: وھو کلام نفیس[8] (یہ ایک نفیس اور شاندار کلام ہے۔ت)

[7] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض بحوالہ ابوبکر ابن العربی فصل فی اسمائہ دارالکفر بیروت ۲/ ۳۹۰

[8] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض بحوالہ ابوبکر ابن العربی فصل فی اسمائہ دارالکفر بیروت ۲/ ۳۹۰

فقیر نے اس کے ہامش (حاشیہ) پر لکھا:

قدکان ظهر لی المنع عنه لعین هذا المعنی لکن نظرا الی انه اسم النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم، ولاندری معناه فلعل له معنی لایصح فی غیره صلی الله تعالٰی علیه وسلم[9] الخ ولعل هذا اولی مماتقدم لان کونه اسم النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم اظهر واشهر فلایکون له معنی یتفرد به الرب عزوجل، والله تعالٰی اعلم۔	بے شک مجھ پر اس معنی کی بعینہٖ ممانعت ظاہر ہو گئی ہے لیکن اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ نام نہ رکھے جانے کے حق میں ہوں کہ یہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام مبارک ہے اور ہم اس کے معنی سے واقف نہیں، ہو سکتا ہے اس کا کوئی ایسا معنی ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے لئے خاص ہو اور آپ کے سوا کسی دوسرے کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہو شاید یہ وجہ پہلی وجہ سے زیادہ مناسب ہے اس لئے اس لفظ کا حضو علیہ السلام کے لئے بطور مقدس نام کے ہونا زیادہ ظاہر اور مشہور ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی ایسا معنی نہیں کہ جس سے اللہ تعالٰی جلیل القدر منفرد ہو لیکن (اس راز کو) اللہ تعالٰی ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ (ت)

بعینہٖ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے والبیان البیان والدلیل الدلیل (بیان وہی سابقہ ہے اور دلیل بھی وہی مرقوم ہے۔ت) لفظ پاک محمد ان میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کرے گا کہ یٰسٓ وطٰہٰ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہو گا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا، یہ کب حلال ہو سکتا ہے وھذا کلہ ظاہر جدًا (اور یہ تمام خوب ظاہر ہے۔ت)، یوں ہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے، غفور کے معنی مٹانے والا، اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے، تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا، یہ ایسا ہوا جیسے شیطان کا نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیا، ہاں دین پوش تقیہ کوش یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔

بہر حال شدید شناعت پر مشتمل ہے اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے تغییر فرمادیا کہ معاصی کا عرفًا اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلاملت وعقائد پر، **والعیاذ باللّٰه رب العالمین** (اللہ تعالٰی کی پناہ جو تمام جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے۔ت)

[9] حاشیہ امام احمد رضا خاں علی نسیم الریاض

حدیث میں ہے: الفال موکل بالمنطق[10] (فال بولنے کے حوالے کی گئی۔ت)

بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ما حدیث (جیسا کہ بہت سی احادیث نے اس کی رہنمائی فرمائی۔ت)

مولانا قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں: الاسماء تنزل من السماء[11]، نام آسمان سے اُترتے ہیں، یعنی غالبًا اسم و مسمّٰی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے، اہل تجربہ نے کہا ہے: ع

مزن فال بد کاورد حال بد

(بری فال مت نکالو اس لئے کہ وہ برا حال لائے گی۔ت)

اللّٰھم احفظنا وارحمنا (یاﷲ! ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم کر۔ت)

فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ اللھم یاقوی یاقدیر یا رحمٰن یارحیم یاعزیز یاغفور صلی وسلم وبارک علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائك و رسلك و ملائکتك حتی نلقاك بہ وعافنا من البلاء والبلوی و الفتن ماظھر منھا وما بطن، وصل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمد واٰلہ اجمعین	ہم اللہ تعالٰی سے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں اے طاقت و زور والے، اے بے حد رحم فرمانے والے والے، اے ہمیشہ رحم کرنے والے، اے زبردست ذات (سب پر غالب)، اے (گناہوں کی) پردہ پوشی کرنے والے)، اور انہیں معاف فرمانے والے (مالک)، ہمارے آقا و مولٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام اور برکات نازل فرما اور ان کی آل اولاد اور ساتھیوں پر بھی، اور ہمیں اپنے دین حق پر استوار رکھ جو دین تونے اپنے انبیائے کرام اور رسولان عظام اور ملائکہ کرام کے لئے پسند فرمایا تاآنکہ ہم اسی دین پر

[10] الاسرار المرفوعۃ حدیث ۶۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۶۵

[11] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسماء تحت حدیث ۴۷۸۱ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۳۵

وارحم عجزنا فاقتنا بھم یاارحم الراحمین اٰمین والصلٰوۃ والسلام علی الشفیع الکریم واٰلہ وصحبہ والحمدللہ رب العٰلمین۔	قائم رہتے ہوئے تیرے ساتھ جاملیں اور ہمیں ظاہر باطن (کھلے چھپے) فتنوں، مصیبتوں اور ابتلاؤں سے عافیت عطافرما اور ہمارے آقا حضرت محمد کریم پر رحمت وبرکت اور سلام نازل فرما،ان کی طفیل ہمارے عجز اور فاقہ میں ہماری حمایت اورمدد فرما اے سب سے بڑے رحم کرنے والے،آمین،درود وسلام ہو شفیع کریم کی ذات اقدس پر اور ان کی تمام آل اولاد اور ساتھیوں پر۔تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے،آمین۔(ت)

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملاکر لکھتے،کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں،اگر کوئی خالی ان کا نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں،حالانکہ ایسے برے معنے کے ساتھ اس نام پاک کاملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کو التفات وتنبہ عطافرماتے ہیں جسے ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں، وللہ الحمد،اسی بناء پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی،کلب حسین،کلب حسن،غلام علی،غلام حسین،،غلام حسن،نثار حسین،فدا حسین،قربان حسین،غلام جیلانی وامثال ذٰلک کے اسماء کے ساتھ نام پاک ملاکر کہاجائے،اللّٰھم ارزقنا حسن الادب ونجنا من مورثات الغضب،اٰمین(اے اللہ! ہمیں حسن ادب سے نواز اور اسباب غضب سے بچا۔آمین۔ت)

نظام الدین، محی الدین،تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخرالدین،شمس الاسلام، بدرالاسلام وغیرذٰلک،سب کو علماء اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا،اکابر دین قدست اسرارھم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں،یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفًا انہیں ان لقبوں سے یاد کیا،جیسے شمس الائمہ حلوائی۔فخرالاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ،صدرالشریعۃ،یونہی محی الحق والدین حضورپر نور سیدنا غوث اعظم،معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری،شہاب الحق والدین عمر سہروردی،بہاؤالحق والدین نقشبند،قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فریدالحق والدین مسعود،نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی،محمد نصیرالحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نورالنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کالقب پاک خود روحانیت اسلام نے رکھا جس کی

روایت معروف ومشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ وعلماء میں مذکور، حق سبحانہ وتعالٰی فرماتا ہے: "فَلَا تُزَکُّوْۤا اَنْفُسَکُمْ ؕ"[12] (پس آپ اپنی جانوں کو ستھرانہ بناؤ۔ت)۔ فصول عمادی میں ہے:

لایسمیہ بمافیہ تزکیۃ[13]۔	کوئی اس نام کے ساتھ نام نہ رکھے جس میں تزکیہ کا اظہار ہو۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

یؤخذ من قولہ ولا بمافیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع مافیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضھم فقال، اری الدین لیستحیی من اللہ ان یری وھذا لہ فخر وذاك نصیر فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ ھم مافی مراعی المنکرات حمیر وانی اجل الدین عن عزہ بھم واعلم ان الذنب فیہ کبیر ونقل عن الامام النووی انہ کان یکرہ من یلقبہ بمحی الدین ویقول لا اجعل من دعانی بہ فی حل ومال الی ذٰلك العارف باللہ تعالٰی الشیخ سنان فی کتابہ	مصنف کے قول "لابمافیہ تزکیۃ" سے معلوم ہوتا ہے ممانعت مثل محی الدین وشمس الدین نام رکھنے میں ہے، علاوہ اس کے اس میں جھوٹ بھی ہے، اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے، اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنٰی میں کی ہے، اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں، پس کہا ہے: میں دیکھتا ہوں دین کو حیا کرتا ہے اللہ تعالٰی سے جو دکھایا جائے حالانکہ یہ اس کے لئے فخر ہے اور یہ اس کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے، تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں نے ساتھ اس کی عزت میں کی ہے او رجان لے کہ اس میں ان کا بڑا گناہ ہے۔ اور امام نووی سے نقل کیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب سے پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا، اور اس کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان عارف باللہ اپنی کتاب

[12] القرآن الکریم ۵۳/ ۳۲

[13] ردالمحتار بحوالہ فصول العمادی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۸

تبیین المحارم واقام الطامة الکبرٰی علی المتسمین بمثل ذٰلك وانہ من التزکیة المنھی عنھا فی القراٰن ومن الکذب قال ونظیرہ مایقال للمدرسین بالترکی اُفندی وسلطانم ونحوہ ثم قال فان قیل ھذہ مجازات صارت کالاعلام فخرجت عن التزکیة فالجواب ان ھذا یردہ مایشاھد من انہ اذا نودی باسمہ العلم وجد علی من ناداہ بہ فعلم ان التزکیة باقیة[14] الخ۔	تبیین المحارم میں،اور اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجت قاہرہ قائم کی اور فرمایا کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے، اور کہا مثل اس کے وہ جو کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی وسلطانم،اور اس کی مثل پھر کہا ہے پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں کی طرح ہوگئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رَد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے،پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لئے باقی ہے الخ (ت)

سترہ نام کہ سائل پوچھے ان میں سے یہ دس ناجائز وممنوع ہیں باقی سات میں حرج نہیں، علی جان، محمد جان کا جواز توظاہر کہ اصلی نام علی ومحمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ،اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تسمّوا باسماء الانبیاء۔رواہ البخاری فی الادب المفرد[15] وابوداؤد والنسائی عن	انبیاء کے ناموں پر نام رکھو(امام بخاری نے ادب المفرد میں، امام ابوداؤد اور نسائی نے

[14] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۶۹۔۲۶۸

[15] ادب المفرد باب احب الاسماء الی اللہ عزوجل حدیث ۸۱۳ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ص۲۱۱، ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰، سنن النسائی کتاب الخیل باب مایستحب من شیۃ الخیل نور محمد کتب خانہ کراچی ۲ /۱۲۲

ابی وھب الجشمی ولہ تتمۃ والبخاری فی التاریخ [16] بلفظ سموا عن عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ ولہ تتمۃ اخری۔	ابو وہب جشمی کے حوالے سے اسے روایت کیااور اس کے لئے تتمہ ہے، نیزامام بخاری نے تاریخ میں سَمُّوا کے لفظ سے حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنت کے ساتھ اسے روایت کیااور اس کے لئے دوسرا تتمہ ہے۔(ت)

اور محمد واحمد ناموں کے فضائل میں تواحادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں: **حدیث(۱)** صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس **(۲)** صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر **(۳)** معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سمّوا باسمی ولاتکنوا بکنیتی [17]۔	میرے نام پر نام رکھواور میری کنیت نہ رکھو۔

حدیث(۴) ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ [18]۔	جس کے لڑکا پیداہوااور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کانام محمد رکھے وہ اور اس کالڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

[16] التاریخ الکبیر للبخاری باب العین عبداللہ بن جراد حدیث ۶۳ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۵ /۳۵

[17] صحیح البخاری کتاب الادب باب من سمّٰی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۱۵، صحیح مسلم کتاب الادب باب النھی عن التکنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۶، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲ /۱۰۷، سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع بین اسم النبی وکنیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳، مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۷۰، المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۷۳، کنزالعمال بحوالہ طب عن ابن عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۲۱

[18] کنزالعمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۲۲

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں:

ھذا امثل حدیث ورد فی ھذا الباب واسنادہ حسن [19]۔	جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

ونازعہ تلمیذہ الشامی بماردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ۔ ان کے شامی شاگرد نے اس میں نزاع کیا کہ جس کو علامہ زرقانی نے رَد کیا تھا لہٰذا اس کی طرف رجوع کریں۔ (ت)

حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا:

ادخلا الجنۃ فانی اٰلیت علی نفسی ان لایدخل النار من اسمہ احمد ومحمد [20]۔	جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو، کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بد مذہب اگرچہ حجراسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنّم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی [21] وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں، اور فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد عبدالوہاب

---

[19] ردالمحتار بحوالہ السیوطی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۸

[20] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۴۸۵

[21] کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۱۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۲۳، العلل المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۶۳

نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر توجنت کی ہوا تک یقینا حرام ہے۔

حدیث(۶) ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالٰی عزوجل وعزتی وجلالی لااعذب احدا تسمی باسمك بالنار یامحمد[22]	رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

حدیث(۷) حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، **حدیث(۸)** دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، حدیث **(۹)** ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولاجلس علیہا وفیہا اسمی الا قُدِّسُوا کل یوم مرتین[23]۔	جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دوبار مقدس کئے جائیں۔

حاصل یہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دوبار امکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ لہٰذا حدیث امیر المؤمنین کے لفظ یہ ہیں:

مامن مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد ومحمد الاقدس اللہ ذٰلك المنزل کل یوم مرتین[24]۔	کوئی دسترخوان بچھایا نہیں گیا کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام احمد اور محمد ہو (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) تو اللہ تعالٰی ہر روز دوبار اس گھر کو تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتا ہے (اور ہر روز دوبار وہاں اس کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مترجم)۔ (ت)

[22] تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر الفتنی باب فضل اسمہ واسم الانبیاء کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص۸۹

[23] الکامل لابن عدی ترجمہ احمد بن کنانہ شامی دار الفکر بیروت ۱/ ۱۷۲

[24] الفردوس بمأثور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۶۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۴۴، ۴۳

حدیث(۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسلًا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماضر احدکم لوکان فی بیتہ محمد و محمدان و ثلثۃ[25]۔	تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

ولہٰذا فقیر غفراللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے بحمداللہ تعالٰی فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں سلمھم اللہ تعالٰی وعافاھم والی مدارج الکمال رقاھم (اللہ تعالٰی ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور انہیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ت) اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلھم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ اٰمین (اللہ تعالٰی اپنی رحمت کے صدقے اور اسم محمد کی اس عزت وتوقیر کے صدقے جو اس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اور ان کی ذات کو ذریعہ اجر، ذخیرہ اور پیشرو بنادے، آمین۔ت)

حدیث(۱۱) ظرائفی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الالم یبارك لھم فیہ[26]۔	جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

حدیث(۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ ثلثۃ فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل[27]۔	جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

[25] کنزالعمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العمری مرسلًا حدیث ۴۵۲۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۱۹

[26] العلل المتناھیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۲۶۷ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۶۸

[27] المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۷۱

حدیث (۱۳) حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمّیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا له فی المجلس والاتقبحوا له وجھا[28]۔	جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث (۱۴) بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمدا فلاتضربوہ ولاتحرموہ[29]۔	جب لڑکے کا نا محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم رکھو۔

حدیث (۱۵) فتاوی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل زوجته ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل ان کان ذکرا فقد سیته محمدا فانه یکون ذکرا[30]۔	جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ماکان فی اھل بیت اسم محمدا لاکثرت برکته[31]۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح	جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے (دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ مناوی نے اس کو شرح تیسیر میں ذکر فرمایا اور اسی طرح علامہ زرقانی نے

[28] تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن اسمٰعیل العلوی ۱۰۸۲ دار الکتاب العربی بیروت ۳ /۹۱

[29] کشف الاستار عن زوائد البزار باب کرامۃ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۲ /۴۱۳

[30] فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی

[31] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماضر احدکم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲ /۳۵۲

المواھب۔	شرح مواہب للدنیہ میں ذکر کیا ہے۔ت)

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔غلام علی،غلام حسین،غلام غوث،غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام نام جن میں اسمائے محبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعًا بدیہی ہے۔فقیر غفراللہ تعالٰی لہ،نے اپنے فتاوٰی میں ان ناموں پر ایک فتوٰی قدرے مفصل لکھا اور قرآن وحدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا،اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾"[32]	ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایقولن احدکم عبدی کلکم عبیداللہ ولکن لیقل غلامی[33]،ھذا مختصر۔رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہرگز تم میں اب کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندہ ہو ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔(اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن وحدیث میں بھرے ہوتے ہیں خدا ور سول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین (خدا کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ت)

مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا،غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں،ولہذا عبید کو شفقۃً عربی میں غلام اردو میں چھوکرا کہتے ہیں،سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث فرماتے ہیں:

ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی	مگر وہ یوں کہے میرا غلام، میری باندی، میرا جوان،

[32] القرآن الکریم ۵۲/ ۲۴

[33] صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

وفتاتی مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالٰی لانہ یقال عبداللہ وامۃ اللہ ولایقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولافتی اللہ ولافتاۃ اللہ[34] اھ باختصار۔	میری لونڈی۔اللہ تعالٰی کے معاملہ میں تقاضائے ادب کو ملحوظ رکھاجائے کیونکہ اس کی نسبت سے یوں کہاجاتا ہے۔اللہ تعالٰی کابندہ،اللہ کی بندی،اوریہ نہیں کہاجاتا کہ اللہ تعالی کاغلام یااللہ تعالٰی کی لونڈی اور فتی اور فتاۃ(جوان مرد،جوان عورت) کو بھی اللہ تعالٰی کے نام کے ساتھ منسوب نہیں کیاجاتااھ باختصار(ت)

سبحان اللہ! یہ عجیب شرک ہے جوخود حضرت عزت کے لئے روانہیں بلکہ اس کے غیر ہی کے لئے خاص ہے مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خداکانام ذرا اعزاز وتکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا،پھرچاہے وہ بات خداکے لئے خاص ہونا درکنارخداکے لئے جائزبلکہ متصور ہی نہ ہو،آخرنہ دیکھاکہ ان کے پیشوانے تقویۃ الایمان میں قبرپرشامیانہ کھڑاکرنا مورچھل جھلنا شرک بتادیا،اوراسے صاف صاف ان باتوں میں جوخدانے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں گنادیایعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبرپرشامیانہ کھڑاکرنا میری ہی تربت کومورچھل جھلنا ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم(اللہ تعالٰی بزرگ وبرترشان والے کی توفیق کے بغیرگناہوں سے بچنے اورنیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ت) آخرنہ سناکہ ان کے طائفہ غیرمقلدان کے اب نئے پیشواصدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ع

چوغلام آفتابم از آفتاب گویم[35]

(جب میں سورج کاغلام ہوں توپھرسب کچھ سورج ہی کے حوالہ سے کہوں گا۔ت)

خداکی شان غلام محمد،غلام علی،غلام حسین،غلام غوث تو معاذاللہ شرک وحرام اورغلام آفتاب ہونایوں جائز وبے ملام،حالانکہ ترجمہ کیجئے توجیسا فارسی میں غلام آفتاب ویساہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبدشمس،ہندی میں کفارکانام سورج داس، زبانیں مختلف ہیں اورحاصل ایک،ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم(گناہوں سے بچنے اورنیکی کرنے کی طاقت سوائے اللہ تعالٰی بزرگ وبرتربڑی شان والے کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ت) ہدایت علی کاجواز بھی ویساہی ظاہر وباہر

[34] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثالث والعشرون الخطاء ضدالصواب المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲ /۲۷۹

[35] رسالہ کلمۃ الحق لصدیق حسن خاں

جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں، وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی کے محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبراء نے بھی اس میں کلام نہ کیا البتہ مولوی عبد الحیٰ صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوٰی جلد اول طبع اول صفحہ ۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولٰی ٹھہرایا تھا آخر میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے:

استفتاء

کسے نام خود ہدایت علی می داشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے برآں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک ست بین میبین اراءۃ الطریق وایصال الی المطلوب و ہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک است بین اسمائے الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ۔مجیب گفت دریں صورت تائید اثبات مدعائے من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس چہار احتمال مے شوند یکے ازاں از ہدایت معنی اول واز علی اللہ عزوجل شانہ،،دوم از ہدایت معنی ثانی ز علی جل جلالہ،سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ،**چہارم** از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ درجملہ اسمائے شرکیہ مفہوم مے شود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ و عدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگر کسے براسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبداللہ شرک ثابت کند یا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس او صحیح	ایک شخص کا نام ہدایت علی تھا اس نے اسے شرکیہ نام خیال کرتے ہوئے اسے ہدایت العلی سے بدل دیا پھر اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ لفظ "ہدایت "اِراءۃ الطریق(راستہ دکھانا) اور ایصال الی المطلوب(مطلوب ومقصود تک پہنچا دینا ہے)ان دو معنوں میں مشترک ہے اسی طرح لفظ "علی"بغیر الف لام اسمائے الٰہیہ سے بھی ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام بھی ہے یعنی خالق ومخلوق دونوں میں مشترک ہے۔جواب دینے والے نے کہا کہ اس صورت میں میری سوچ کی تائید پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ جب لفظ ہدایت اور علی دو معنوں میں مشترک ہوا تو چار احتمال پیدا ہوگئے، **(۱)** ہدایت سے پہلا معنی اور علی سے اللہ تعالٰی کی ذات مراد ہو۔**(۲)** ہدایت سے دوسرا معنی اور علی سے اللہ تعالٰی مراد ہو **(۳)** ہدایت سے پہلا معنی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں **(۴)** ہدایت سے دوسرا معنی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں۔پس تین اول الذکر احتمال شرعی

ست یانہ؟ بیّنوا توجروا۔	ممانعت نہیں رکھتے، البتہ چوتھے احتمال میں ممانعت کا پہلو موجود ہے، پس تمام اسماء شرکیہ س یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے لہٰذا جو نام اسماء شرکیہ وغیر شرکیہ مشترکہ وغیر مشترکہ میں دائر ہوتا ہو اس سے پرہیز لازمی اور واجب ہے، اگر کوئی شخص اسم مختلف فیہ پر قیاس کرتے ہوئے یا علی کہنے کی ممانعت کرے تو اس کا قیاس درست متصور ہوگا یا نہ؟ بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔

الجواب:

ھوالمصوب لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام برآں زائد میشود برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضٰی ست لام داخل نمی شود بناءً علیہ ہدایت العلی اولٰی ست از ہدایت علی، چہ در **اولٰی** اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضٰی نیست، ودر **صورت ثانیہ** بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود ودر اسامی از ہمچو اسم کہ ایہام مضموم غیر مشروع سازد احتراز لازم بہ ہمیں سبب علماء از تسمیہ بعبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اند والّا در عبداللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع نیست و ہمچنیں در یا علی ہرگاہ مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔ حررہ ابوالحسنات عبدالحیٔ [36]	وہی ٹھیک بتانے والا ہے، لفظ علی جو کہ اللہ تعالٰی کے ناموں میں سے ہے اس کے ساتھ برائے تعظیم الف لام زائد ہوگا جیسے الفضل، النعمان وغیرہ اور لفظ علی جو بطور نام سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے ساتھ الف لام زائد نہیں ہوتا لہٰذا اس بناء پر نام ہدایت العلی بنسبت ہدایت علی کے زیادہ بہتر ہے اس ئے کہ اول الذکر میں ہدایت کی نسبت کا حضرت علی مرتضٰی کے ساتھ اشتباہ نہیں پایا جاتا اور دوسری صورت میں بوجہ استعمال لفظ ہدایت کے اشتراک کے سبب ایہام (مغالطہ) پیدا ہوتا ہے اور لفظ علی میں اشتراک کی وجہ سے امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے، پس اس سے پرہیز ضروری ہے، یہ وجہ ہے کہ علمائے کرام عبدالنبی نام رکھنے سے منع کرتے ہیں لیکن عبداللہ وغیرہ میں ایہام غیر مشروع نہیں، اسی طرح یا علی میں اگر اللہ تعالٰی کو ندا کرنا مقصود ہو تو کوئی نزاع نہیں کوئی اختلاف نہیں۔ ابوالحسنات عبدالحیٔ نے اسے تحریر کیا۔ (ت)

[36] مجموعہ فتاوٰی کتاب الحظر والاباحۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴۱/۲ و ۴۲

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) مگریہ جواب سخت عجب عجاب ہے یتساوٰی ہزلا بل یساوی ہزلا (جواب مذکور خوش طبعی کے برابر ہے بلکہ ہنسی مذاق کے مساوی ہے۔ت) **اوّلاً:** اس تمام کلام مختل النظام کا مبنی ہی سرے سے پادر ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ کہ مجرد احتمالی ولوضعیفابعیدا (اگرچہ ضعیف اور بعید ہو۔ت) ایہام واحتمال میں زمین وآسمان کافرق ہے، ایہام میں تبادر درکا ہے ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے، نہ یہ کہ شکوک محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے:

الایہام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید ویراد بہ البعید [37]۔	ایہام یہ ہے کہ ایسالفظ بولا جائے جو دو معانی رکھتا ہوایک معنی قریب اور دوسرا معنی بعید ہو اور اس لفظ کو بول کر معنی بعید مراد لیا جائے۔(ت)

علامہ سید شریف قدسی سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

الایہام ویقال لہ التخییل ایضا وھو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا سمعہ الانسان سبق الی فھمہ القریب و مراد المتکلم الغریب واکثر المتشابہات من ھذا الجنس ومنہ قولہ تعالٰی: والسمٰوٰت مطویات بیمینہ [38]۔	ایہام تخییل بھی کہلاتا ہے مراد یہ ہے کہ ایسا لفظ ذکر کیا جائے کہ اس کے دو معنی ہوں ایک قریب اور دورا غریب، جب کوئی بندہ اسے سنے تو اس کا فہم معنی قریب کی طرف لپکے (یعنی وہی متبادر الی الفہم ہو) لیکن متکلم کی مراد معنی غریب ہو۔ زیادہ تر متشابہات اسی قسم سے ہوتے ہیں، اوراللہ تعالٰی کا ارشاد کہ "اس دن سب آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں طومار کی طرح لپٹے ہوں گے" اسی قسم سے ہے۔(ت)

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا، زید آیا گیا اٹھا بیٹھا، عمرو نے کھایا پیا کہا سنا، مجیب صاحب نے سوال دیکھا جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل۔ ایک یہ کہ زید وعمرو مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کئے، دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے اول قطعًا شرک ہے لہٰذا ان اطلاقات

[37] تلخیص المفتاح الفن الثالث مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی ص ۱۰۵و۱۰۶

[38] التعریفات لسیّد شریف علی الجرجانی باب الالف انتشارات ناصر خسرو طھران ایران ص ۱۸

سے احتراز لازم ہو جائے گا اور یہ بداہۃً قطعًا اجماعًا باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار درہزار ایسے شرک بالا یہام بھرے ہوں گے، جانے دیجئے نماز میں وتعالٰی جدّک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں "جد" کے دوسرے مشہور ومعروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں، عجیب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت واقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے نہ کہ مجرد احتمال، یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جُہلا ایہام احتمال میں فرق نہ کرکے ورطہ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیًا: ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھئے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت تر شنیع کہئے وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں آپ کو شرک نظر آیا تھا، یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے۔ علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو (بلندی بالذات یعنی ذاتی بلندی بغیر کسی سبب اور واسطہ کے صرف اس ہستی پاک ہی کے لئے ہے جو تمام اضافتوں اور نسبتوں سے مبرا اور بلند ہے۔ت) دوسرا اضافی کہ خلق کے لئے ہے اول کا اثبات قطعًا شرک تو علی میں ایہام شرک ہدایت علی سے دونا ٹھہرے گا ولایقول بہ جاھل فضلا عن فاضل (کوئی جاہل بھی یہ نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ کوئی فاضل یہ کہے۔ت)

ثالثًا: ایک علی ہی کیا جس قدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ میں الخالق والمخلوق ہیں، جیسے رشید وحمید وجمیل وجلیل وکریم وعلیم وحلیم ورحیم وغیرہا سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا، حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنٰی سے عطا فرمایا اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے طیبہ میں توساٹھ سے زیادہ آئے **کمافصلہ العلماء فی المواھب**[39] **وغیرھا** (جیساکہ علماء کرام نے مواہب لدنیہ وغیرہ میں مفصل بیان دیا ہے۔ت) خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا، صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا ان کے ایہام کو کہئے، درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں۔

---

[39] المواھب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل اول المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۵تا۲۱

جاز التسمية بعلی ورشید وغیرهما من الاسماء المشتركة ويراد في حقنا غيرما يراد في حق الله تعالٰی[40]۔	علی، رشید اور ان کے علاوہ دیگر اسماء مشترکہ کے ساتھ کسی کا نام رکھنا جائز ہے لہٰذا ہمارے حق میں وہ معنٰی مراد لیا جائے گا جو اللہ تعالٰی کے حق میں مراد نہیں لیا جاتا۔ (ت)

کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے محفوظ رہنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالٰی بزرگ و عظیم ذات کی توفیق کے۔ت)

رابعًا: سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبدالحیٔ میں دو جزو ہیں اور دونوں کے دو دو معنی، ایک عبد مقابل الٰہ، دوم مقابل آقا۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ"[41]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم میں سے جو نکاح کے بغیر (یعنی غیر شادی شدہ) ہیں اور جو تمہارے صالح غلام اور لونڈیاں ہیں ان کے ساتھ نکاح کردو (ت)

دیکھو حق سبحانہ، نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا، یوں ہی ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ، ازلیہ، ابدیہ، واجبہ سے مشعر، اور دوسرا من وتُو، زید وعمرو سب پر صادق، جس سے آیت کریمہ "تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ"[42] (اے اللہ تعالٰی! تو مردے سے زندہ نکالتا ہے۔ت) وغیرہا مظہر، اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعًا شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود، پھر عبدالحیٔ ایہام شرک سے کیونکر محفوظ، اس سے بھی احتراز لازم تھا، بعینہٖ یہی تقریر حضرت بابرکت فاضل کامل صحیح العقیدہ سنی مستقیم جناب مستطاب مولانا مولوی عبدالحلیم

[40] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۵۲

[41] القرآن الکریم ۲۴ /۳۲

[42] القرآن الکریم ۳ /۲۷

رحمۃ اللہ علیہ کے اسم میں جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق وتدقیق کہاں تک پہنچی نسأل اللہ سلامۃ (ہم اللہ تعالٰی سے سلامتی کاسوال کرتے ہیں۔ت) فقیر کے نزدیک ظاہرًا یہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کوجناب سائل کے فیض سے پہنچی، سائل نے ذکر کی، مجیب نے بے غور کئے قبول کرلی ورنہ ان کاذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا جس سے خود ان کانام نامی بھی عادم الجواز ولازم الاحتراز قرار پاتا۔

خامسًا: یاعلی کوفرمایا جاتاہے کہ جب مقصود ندائے معبود تونزاع مفقود، جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود، اپنا قصد نہ ہونا ایہام واحتمال کانافی کب ہوسکتاہے، ایہام توکہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں، تلخیص وتعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصد پرمدار واعتماد ہے توہدایت علی پرکیا ایراد ہے، وہاں کب معنی شرک مقصود ومراد ہے۔

سادسًا: علی پرالف لام لاناکب ایسے عالمگیر شرک سے نجات دے گا، علماپر لازم نہ آتا سہی صفتیؔ پرتو قطعًا آسکتاہے اور وہ یقینا صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم، بلکہ سراجیہ وتاتارخانیہ ومنح الغفار وغیرہا سے توظاہرکہ العلی باللام نام رکھنا بھی رواہے، ردالمحتار میں ہے:

فی التاترخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالٰی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنھا وظاھرہ الجواز ولومعرفا بال[43]۔	تتارخانیہ میں فتاوٰی سراجیہ سے نقل کیاگیاہے کہ ایسے نام رکھناجواللہ تعالٰی کی کتاب میں اللہ تعالٰی کی صفات کے طورپر پائے جاتے ہیں جیسے علیّ، کبیر، رشید اوربدیع وغیرہ جائز ہے الخ، اوراسی طرح منح الغفار میں سراجیہ سے نقل کیاگیاہے پس بظاہر یہ جائزہے اگرچہ وہ ال سے معرفہ ہو۔(ت)

سابعًا: جب گفتگو احتمال پرچل رہی ہے تو معنیین ایصال الی المطلوب واراءۃ طریق میں تفرقہ باطل، ایصال وراءۃ دونوں دومعنی خلق وتسبّب پرمشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں، کیااراءت بمعنی خلق روئیت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبّب دونوں غیرکے لئے حاصل ہیں، کیاانبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا فطاح التفرقۃ وزاح الشقشقۃ (پس

[43] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۸

دونوں میں تفرقہ نابود ہوگیا اور تذبذب زائل ہوگیا۔ت) ہاں یوں کہئے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلق وتسبب دونوں میں مستعمل، یوں چار احتمال ہوئے، مگراب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ، کی طرف نسبت نہیں پاسکتی ورنہ معاذاللہ اصل خالق ومعطی دوسرا ٹھہرے گا اور اللہ عزوجل صرف سبب وواسطہ ووسیلہ، اس کا پایہ شرک بھی اونچا جائے گا کہ وہاں توتسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ، پر تفضیل دینا قرار پائے گا، علی پر لام لاکر اول کا علاج کرلیا اور اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئے گا اب ایک لام نیا گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہوجائے اور احتمال تسبب اُٹھ کر ایہام شرک وبدتراز شرک راہ نہ پائے۔

ثامنًا: ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا جیسے احسان وانعام، اذلال واکرام، تعلیم وافہام، تعذیب وایلام، عطا ومنع، اضرار ونفع، قہر وقتل، نصب وعزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر۔

بہر حال مفر کدھر، اگر کہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں، ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبب مقصود ہیں، ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقل وحکم علی الدھر (بہار نے سبزہ اگایا اور دہر نے مجھ پر حکم کیا۔ت) میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے اب بحمداللہ اس ایہام کی بنیاد ہی نہ رہی۔

تاسعًا: آپ نے (باآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصًا آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں) حق سبحانہ، کا نیا نام مُصَوّب ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتداء **ھوالمصوّب** (وہی درست راستہ بتانے والا ہے۔ت) سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے، تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سرجھکانے کو، اور مثلًا جو سر جھکائے بیٹھا ہو اسے مصوّب، اور دونوں معنی حقیقی ہیں توآپ کے طور پر اسی کلمے میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفروضلال عظیم ہے۔

عاشرًا: جب مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف ضافت ہدایت کس درجہ

سخت ممنوع و معترض الاحتراز ہوگی، یہاں مولٰی علی کو ہادی کہنا حرام ہوگیا حالانکہ یہ احادیث صریحہ واجماع جمیع ائمہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے، شاید یہ عذر کیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا اس معنی پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے، نہ بمعنی تسبب کہ جائز و معمول اہل اسلام ہے، مگر یہ وہی عذر معمول ہے جس کا رَد گزر چکا، کیا جب مولٰی علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولٰی علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولٰی علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا، اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لئے صالح نہ ہونا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں، اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورت قصد میں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر: نہ صرف امیر المومنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام وخود حضور پر نور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روانہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے، اب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو ہادی کہنا بھی حرام ہوگیا، اور یہ قرآن عظیم وصحاح احادیث واجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر: خود جناب مجیب نے اپنے فتاوٰی جلد سوم ۸۶ میں اس لزوم احتراز کا رَدِّ صریح فرمادیا اور ادعائے ایہام کا فیصلہ بول دیا۔ فرماتے ہیں:

سوال: عبدالنبی یامانند آں نام نہادن درست است یانہ؟ **جواب:** اگر اعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبدالنبی نام دارد بندہ نبی است عین شرک است واگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آں ہم خلاف واقع است واگر مجازاً عبد بمعنی مطیع ومنقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد لیکن خلاف اولٰی ست، روی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم قال لایقولن احدکم عبدی و	**سوال:** عبدالنبی یا اس جیسا نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟ **جواب:** اگر یہ اعتقاد ہو کہ عبدالنبی نام والا شخص نبی کا بندہ ہے تو عین شرک ہے اور عبد بمعنی غلام مملوک مراد ہو تو یہ خلاف واقع ہے اور اگر مجازاً عبد بمعنی مطیع لیا ہو تو مضائقہ نہیں ہے لیکن خلاف اولٰی ہے، امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشاد فرمایا: کوئی شخص ہرگز عبدی (میرا عبد) اور اَمتی (میری باندی) نہ کہے

اَمتی کلکم عباد اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی انتھٰی[44]۔	تم سب مرد اللہ تعالٰی کے بندے اور تمہاری تمام عورتیں اللہ تعالٰی کی باندیاں ہیں، لیکن اگر کہتا ہو تو غلامی (میرا غلام)، جاریتی (میری خادمہ) فتائی (میرا غلام)، فتاتی (میری لونڈی) کہے انتہی۔ (ت)

اقول: قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے **اولاً:** عبد و بندہ میں سوائے اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے، عبدہ و بندہ دونوں عربی و عجمی دونوں زبانوں میں الٰہ وخدا و مولٰی وآقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح،

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا، اس پر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا:

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو کردمش آزاد ہم برروئے تو[45]

(عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں، میں نے اس کو آپ کے رخ انور پر آزاد کردیا۔ت)

لاجرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔

ثانیاً: عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے محض بے اصل وضائع ہے، مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی وملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خدا اور خواجہ دونوں مستعمل، اور ثانی سے یقینا شرک زائل۔

ثالثاً: آپ نے تو عبد بمعنی ملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادے کو شرک سے اتار کر گناہ مانا مگر ائمہ دین و اولیائے معتمدین وعلمائے مسندین قدس اللہ تعالٰی اسرار ہم اجمعین اس اعتقاد کو مکمل ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں، حضرت امام اجل عارف باللہ سید سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً و تذکیراً پھر علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی

[44] مجموعہ فتاوٰی کتاب العقیقہ ومایتعلق بہا وجہ نام عبدالنبی وغیرہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۳ /۸۴
[45] مثنوی المعنوی معاتبہ کردن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باصدیق اکبر حامد اینڈ کمپنی لاہور دفتر ششم ص ۱۱۷

زرقانی شرح مواہب میں شرحًا و تفسیرًا فرماتے ہیں:

من لم یر ولایة الرسول علیه فی جمیع احواله ولم یر نفسه فی ملکه لایذوق حلاوة سنته [46]۔	جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی حلاوت سے اصلًا خبردار نہ ہوگا۔

رابعًا: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناء عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالٰی زبور شریف میں فرماتا ہے:

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیك من اجل ذٰلك بٰارك علیك فتقلد السیف فان بھائك وحمدك الغالب (الی قوله) الامم یخرون تحتك کتاب حق جاء الله به من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسه وملك الارض ورقاب الامم [47]۔	اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اسی لئے تجھے برکت دیتاہوں تو اپنی تلوار حمائل کرکہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم۔

کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذاللہ خلاف واقع کہا جائے گا۔

خامسًا امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقة بن طیلسة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی الله تعالٰی عنه۔ اور عبدالله بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کھمس بن الحسن عن صدقة و طیلسة الخ۔ اور امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایة احمد سندًا ومتنًا اور ابن خیثمة وابن شاھین بھذا الطریق وبغیرہ اور بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذروة بن نضلة بن بھصل الحرمازی عن ابیه عن جدہ نضلة۔

[46] المواهب اللدنیة المقصد السابع الرضی بماشرعه المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۹۹ و ۳۰۰، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه المقصد السابع الرضی بماشرعه الفصل الاول دارالکتب العلمیة ۹/ ۱۲۸

[47] تحفہ اثناء عشریہ باب ششم دربحث نبوت الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

حضرت اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ یہ خدمت اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی ع

یامالك النّاس و دیّان العرب[48]

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزاو سزا دینے والے)

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذاللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کا مالک بتانا یامالک النّاس کہہ کر حضور کو ندا کرنا معاذاللہ سنکھوں مہا سنکھوں کذب کا مجموعہ ہوگا، حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادسًا: بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید عمرو کو تانبے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے جبھی تو محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرمادیا حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ لچر، محض بے وقعت، بے قدر ہے کہ جان درکنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں، سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان وجسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے یعنی اولیٰ بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو یہ مالکیت حقہ صادقہ محیط شاملہ تامہ کاملہ حضور پر نور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبریٰ اور حضرت کبریا عزوعلا تمام جہاں پر حاصل ہے۔**قال اللہ تعالیٰ**

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ"[49] نبی زیادہ والی ومالک ومختار ہے، تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تعالیٰ تبارك "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ	اللہ و (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں اللہ اوراس کے رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا،اور جو حکم

[48] مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۱، شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۰

[49] القرآن الکریم ۳۳/ ۶

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا "[50]	نہ مانے اللہ ورسول کا تو ہو صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولی بالمؤمنین من انفسھم ،رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[51]	میں زیادہ والی و مالک ومختار ہوں تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے (اسے بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مِلک مانتے اور اُس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار ہے۔

"وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا "[52] "وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ "[53] "وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ "[54]۔	تمہیں صرف تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، ہر علم والے پر بڑے علم والا ہے، نہیں پاتے اس کو مگر جو لوگ صبر والے ہوں مگر عظیم حصہ۔(ت)

سابعًا: حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی حدیث میں تعلیم تواضع و نفی تکبر اور آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبد نہ کہو، نہ کہ کہ غلام بھی اپنے کو اپنے مولٰی کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے عبید نہ کہیں، یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمارہا ہے، آیت عنقریب گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

---

[50] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۶

[51] صحیح البخاری کتاب الکفالۃ ۱/ ۳۰۸ و کتاب الفرائض ۲/ ۲۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی خطبۃ الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۵، صحیح مسلم کتاب الفرائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۶، سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات باب من ترک دینا الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶، مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۳۵

[52] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۵

[53] القرآن الکریم ۱۲/ ۷۶

[54] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۵

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ رواہ احمد[55] والستۃ عن ابی ھریرۃ۔	مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں(اسے احمد اوراصحاب ستہ نے ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

فقہ کا محاورہ عامہ وائمہ صدراول سے آج تک مستمرہ ہے: اعتق عبدہ ودبر عبدہ (اس نے اپنے عبد کو آزاد،مدبر بنایا۔ت) خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں: ان اذن المولی عبدہ لھا یتخیر[56] (اگر مولٰی اپنے عبد کو اجازت دے تو اسے اختیار ہوا۔ت) وہیں ہے: وللمولی منع عبدہ[57] (مولٰی کو اختیار ہے کہ عبد کو روک دے۔ت)

عجب ہے کہ زید وعمرو بلکہ کسی کافر مشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر معترض ہو،اور سنئے تو سہی امام ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بر سر منبر فرمایا:

قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ[58]۔	میں حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا تو میں حضور کا عبد تھا حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابواحمد دہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد ودرود کے بعد فرمایا:

---

[55] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ الرقیق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۲۵، سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ المکتبۃ الاسلامی بیروت ۲/ ۲۴۲

[56] نفع المفتی والسائل مسائل متعلقہ بالجمعۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۵

[57] نفع المفتی والسائل مسائل متعلقہ بالجمعۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۵

[58] فتوح الشام لاسحٰق بن بشر

ایھاالناس انّی قدعلمت انکم کنتم تونسون منّی شدّۃ وغلظۃ وذٰلك انی کنت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ[59]۔	لوگو! میں جانتاہوں کہ تم مجھ میں سختی ودرشتی پاتے تھے اور اس کاسبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کابندہ اور حضور کاخدمت گزار تھا۔

اب توظاہر ہواکہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلًا تعلق نہیں، ذرا وہابی صاحب بھی اتناس رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے آپ کو عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفٰی کہہ رہے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے، سب سنتے اور قبول کرتے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا ابوحذیفہ وکتاب مستطاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ میں استنادًا ذکر کی اور مقرر رکھی، امیر المومنین کو بجرم ترویج تراویح معاذاللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا، یہاں عیاذًا باللہ مشرک کہہ دیجئے، اورآپ کے اصول مذہب نامذہب پرضرور کہنا پڑے گامگر صاحبو! ذراسوچ سمجھ کرکہ شاہ ولی اللہ صاحب کادامن بھی اسی پتھر کے تلے دباہوا ہے ع

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم، خیر، بات دور پہنچی، لفظ عبد وبندہ کی تحقیق تام وتفصیل احکام فقیر کی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔

یہاں یہ گزارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوٰی نے ادعائے ایہام کاکام تمام کردیا، عبدالنبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے: ایک شرک، ایک کذب، ایک صحیح، توناجائزاحتمال جائز سے دُونے تھے، با ایں ہمہ اس کاحکم صرف خلاف اولٰی فرمایا جوممانعت وکراہت تحریمی درکنار کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں، ہرمستحب کاخلاف ترک خلاف اولٰی ہے مگرمطلقًا تنزیہی نہیں۔ ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے:

لایلزم من ترك المستحب ثبوت الکراھۃ اذلابد لھا من دلیل خاص[60]۔	مستحب کوترک کرنے پر کراہت لازم نہیں کیونکہ کراہت کے لے دلیل چاہئے۔ (ت)

[59] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ عمر بن الخطاب ۱۸۵ دارالفکر بیروت ۳۱۴/۱۸
[60] ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۸۴/۱

اسی میں تحریر الاصول سے ہے:

خلاف اولٰی مالیس فیه صیغة نهی کترك صلٰوۃ الضحٰی بخلاف مکروہ تنزیہا[61]۔	خلاف اولٰی وہ ہے جس کے لئے نہی کا صیغہ استعمال نہ ہوا ہو جیسے چاشت کی نماز کا ترک ہے بخلاف مکروہ تنزیہہ کے۔(ت)

توہدایت علی جس میں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے، یعنی جائز احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں یہ کس طرح خلاف اولٰی در کنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاحتراز ہوگیا، اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولٰی کا نصف بھی نہ ہونا چاہئے تھا بلکہ ۴/۳، یعنی مباح مساوی طرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولٰی کہا جائے تو ہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہوگئی اس لئے ۳/۲، ۴/۱ مجہول پس ۴/۱، ۲/۳، ۸/۲، ۲/ خیر یہ حساب تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا حق یہ کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں، لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے، اور فی الواقع ہر ادنٰی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبدالنبی سے ہدایت کو نسبت ہی کیا ہے، جب وہ صرف خلاف اولٰی ہے تو اسے خلاف اولٰی کہنا بھی محض بے جا ہے، کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا طالب حق کے لئے کافی۔ **واللہ یقول الحق ویھدی السبیل، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔**

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ

عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ

النور والضیاء فی احکام وبعض الاسماء

ختم ہوا

[61] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۸۴